QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

عہدِ صدیقیؓ میں نظامِ زکوٰۃ: نفاذ، تحدیات اور اثرات کا تحقیقی جائزہ

The Zakāt System during the Ṣiddīqī Era: A Research Study of Its Implementation, Challenges, and Impacts

Saba Khanam
MPhil Islamic Studies (Specialization in Islamic Economics),
Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan
Visiting Faculty, Government Graduate College for Women, Mandi Bahauddin, Pakistan
Email: sabakhanam357@gmail.com
Hafiz Abu Bakar Idrees
MPhil, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
Email: h.abubakaridrees47@gmail.com
Dr. Muhammad Javed Iqbal *(Corresponding Author)*
Lecturer, Centre for Languages and Translation Studies, University of Gujrat, Gujrat, Pakistan.
Email: dr.javediqbal188@gmail.com

Abstract

Zakāt constitutes a core pillar of Islam and serves as a comprehensive mechanism for spiritual purification, social welfare, and economic stability. Following the demise of the Prophet Muhammad (peace be upon him), the nascent Islamic state encountered unprecedented challenges, including widespread apostasy (Ridda), political instability, and refusal by several Arab tribes to pay Zakāt. These challenges posed a serious threat to the continuity of the Islamic religious and administrative system. This research study examines the system of Zakāt during the era of Abū Bakr al-Ṣiddīq (RA), focusing on its implementation, the challenges it faced, and its far-reaching impacts on the Islamic state. The study highlights the firm and principled stance adopted by Abū Bakr (RA), who categorically rejected any distinction between prayer and Zakāt, considering both inseparable obligations of Islam. His decisive policies and military actions against those who withheld Zakāt ensured the preservation of religious authority and political unity. The research further analyzes the administrative framework of Zakāt collection and distribution during the Ṣiddīqī era, demonstrating its foundation in Qur'anic injunctions and Prophetic practice. The effective enforcement of Zakāt not only curbed rebellion but also reinforced economic justice, social solidarity, and state authority. The study concludes that the Zakāt system under Abū Bakr (RA) played a pivotal role in stabilizing the early Islamic state and laid a durable foundation for subsequent administrative and financial systems in Islamic governance.

Key Words : *Zakāt System, Abū Bakr al-Ṣiddīq, Ṣiddīqī Era, Ridda Challenges, Islamic Administration, Public Finance in Islam, Social Welfare*

تعارفِ موضوع

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے جو محض انفرادی عبادت نہیں بلکہ ایک جامع معاشی و سماجی نظام کی حیثیت رکھتی ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ میں زکوٰۃ کو باقاعدہ ریاستی نظم کے تحت نافذ کیا گیا، جس سے اسلامی معاشرے میں عدلِ اجتماعی اور معاشی توازن قائم

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

ہوا۔ تاہم نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اسلامی ریاست کو شدید داخلی بحرانوں کا سامنا کرنا پڑا، جن میں ارتداد، قبائلی بغاوت اور زکوٰۃ سے انکار نمایاں تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نہایت نازک حالات میں خلافت کی ذمہ داری سنبھالی۔ ان کے دور میں سب سے بڑا چیلنج یہ تھا کہ بعض قبائل نے زکوٰۃ کو ریاستی فریضہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے غیر متزلزل عزم کے ساتھ یہ اصول واضح کیا کہ نماز اور زکوٰۃ میں تفریق اسلام کے بنیادی تصور کے منافی ہے۔ زیر نظر تحقیق میں عہدِ صدیقیؓ میں نظامِ زکوٰۃ کے نفاذ، اس کو درپیش چیلنجز اور اس کے دینی، سیاسی اور معاشی اثرات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ اسلامی ریاست کے ابتدائی مالیاتی نظام کی حقیقی اہمیت کو اجاگر کیا جا سکے۔

***حضرت ابو بکر صدیقؓ:**

حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مسند آرائے خلافت ہوتے ہی اپنے اپنے سامنے صعوبات ،مشکلات اور خطرات کا ایک پہاڑ نظر آنے لگا ،ایک طرف جھوٹے مدعیان نبوت اُٹھ کھڑے ہوئے تھے تو دوسری طرف مرتدین اسلام کی ایک جماعت علم بغاوت بلند کئے ہوئے تھی،منکرین زکوٰۃ نے علیحدہ شورش برپا کر رکھی تھی۔

۱۔منکرین زکوٰۃ کی منطق:

جو لوگ ادائے زکو ۃ سے عاری تھے ،آپس میں کہتے تھے کہ مہاجرین اور انصار چونکہ خلافت کے بارے میں جھگڑا کر چکے ہیں اور محمدﷺنے وفات سے قبل کسی شخص کی خلافت کے متعلق وصیت نہیں کی اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم اسلام پر قائم رہتے ہوئے خود مختاری کی حفاظت کریں اور ہمیں یہ حق ہونا چاہیے کہ انصار و مہاجرین کی طرح ہم بھی اپنے آپ کسی کو اپنا جانشین مقرر کر لیں جوہمارے جانشین محمد کے طور پر ہو۔ابوبکرؓیا اسکے سوا کسی اور کی اطاعت سے متعلق نا دین میں کوئی نص موجود ہے اور نا ہی کتا ب اللہ سے اسکا پتہ چلتا ہے،اس لیے ہم پر اسی شخص کی اطاعت واجب ہے جسے ہم اپنا امیر مقرر کریں۔

* زکوٰۃ کے بارے ان لوگوں کا خیال تھاکہ یہ اصل میں جزیہ ہے جو ان پر عائد کیا گیا ہے ،حالانکہ جزیہ غیرمسلموں پر واجب ہے،اس صورت میں کہ و ہ ویسے ہی مسلمان ہیں جیسے مدینہ والے تو وہ کیوں حاکم مدینہ کو زکوٰۃ ادا کریں؟

یہ لوگ اپنی تائید میں یہ ا مر بھی پیش کرتے تھے کہ محمدﷺنے عرب کے متعدد شہروں کو بڑی حد تک اپنی زندگی میں ہی مختاری عطا فرما دی تھی،اسی طرح بحرین اور حضر موت وغیر ہ کے تمام امراء کو بھی قبول اسلام کے بعد انکے عہدوں پر برقرار رکھا اور اپنی طرف سے کوئی نیا عامل ان علاقوں میں نا بھیجا ۔[1]

*کچھ قبائل ایسے تھے جنھوں نے ارتداد اور بغاوت تو نہ کی لیکن انہوں نے زکوٰ ۃ دینے سے انکار کر دیا ،انکا خیال تھا کہ نبی اکرمﷺ کی حیات طیبہ میں تو زکوٰ ۃ ادا کرنا صحیح تھا لیکن آپ ﷺکے بعد اسکی ضرورت نہیں رہی،کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ جب ہم عشر دیتے ہیں تو زکوٰۃ کیوں ادا کریں،جن قبیلوں نے صرف زکو ۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا و ہ مدینے کے قرب و جوار کے قبائل"عبس،ذبیان،بنو کنانہ ،بنو غطفان اور فراز وغیرہ تھے۔

[1] ہیکل،محمد حسین،حضرت ابوبکر صدیقؓ ،مترجم:ڈاکٹر محمد احمد،سید محمد شاہ پرینٹنگ پریس ،ص:۹۲،

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

۲.منکرین زکوٰ ۃ کی سرکوبی ،صحابہ کرامؓ سے مشورہ :

جب رسول اللہ ﷺفوت ہو گئے اور ابوبکر ؓخلیفہ ہو ئے تو عرب کے کچھ قبائل کافر ہو گئے ،تو عمر ؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے اس فرمان کی موجودگی میں کیونکر جنگ کر سکتے ہیں مجھے حکم ہے لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جن تک کہ وہ لاالہ الااللہ کی شہادت نہ دیدیں اور جو شخص اس کو شہادت دیدے تو اسکا جان و مال محفوظ ہو جائے گا۔اور فرمایا:

فقال:واللہ لا قاتلن من فرق بین الصلوۃ ،والزکاۃ،فان الزکاۃ حق المال،واللہ لو منعونی عناقا کانوا یودونھا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علی منعھا۔[2]

"اللہ کی قسم!اگر یہ لوگ اونٹ کی ایک رسی سے بھی جسکو وہ سر وردو عالم کو دیا کرتے تھے ۔انکار کریں گے تو میں اسکے لیے ان سے جنگ کروں گا۔اسکے بعد بڑے جلال آمیز لیجے میں فرمایا:زکوٰۃ مال کا حق ہے(یعنی عبادت ہے) جو لوگ زکوٰۃ اور صلوۃ میں فرق پیدا کریں گے میں ا ن سے قتال کروں گا۔[3]

لہذا عہد صدیقی میں یہ پہلی باقاعد ہ جنگ تھی جو مدینہ کے انواع میں سیدنا ابو بکرؓکی قیادت میں منکرین زکوٰۃ سے لڑی گئی تھی۔

۳۔صدیق اکبرؓ کے دور کا بیت المال:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں بیت المال آپکے مکان میں ہوتا تھا۔ کنز العمال میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا بیت المال مقام السنح میں ہوتا تھا ،جہاں آپؓ کی رہائش تھی اور اسکا کوئی محافظ نا ہوتا تھا ۔ ایک دفعہ آپؓ سے کہا گیا "اے خلیفہ رسول!آپ بیت المال پر حافظ کیوں نہیں مقرر کر دیتے ؟ فرمایا:"کوئی خطرہ نہیں ہے" سائل نے کہا ؟ کیوں ، فرمایا:اس میں تالا لگا ہوا ہےآپؓ بیت المال میں جو کچھ ہوتا تھا تقسیم کر دیتے تھے یہاں تک کہ کوئی چیز باقی نہ ر ہ جاتی۔ جب ابو بکرؓ مدینہ منتقل ہو گئے تو بیت المال بھی مدینہ لے آئے اور اسے سابق جگہ پر قائم کر دیا۔[4]

۴۔بیت المال کے مصارفین\مدیں:

بیت المال میں سے صرف مندرجہ ذیل لوگوں اور مدوں پر خرچ کیا جاتاتھا ۔ان میں فقراء،مساکین،زکوٰۃ جزیہ و عشر جمع کرنے والے،ایسے لوگ جنہیں اسلام میں داخل کرنے یا اسلام پر قائم رکھنے میں مدد کے طور پر، مقروضوں کی امداد ،اللہ کی طرف دعوت اور اس راستے میں پیش آنے والے خطرات کو دور کرنے کی خاطر ،مسافروں کی مدد ۔گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ بیت المال میں چونکہ زکوٰۃ کا مال علیحدہ رکھا جاتا تھا اور ان مصارف پر ہی خرچ کیا جاتا تھا جنکو اللہ تعالی نے سورہ التوبہ میں بیان کیا ہے۔[5]

۵۔مال زکوٰۃ کو بڑھانے کی ترکیب:

---

[2] صحیح بخاری،کتاب:الزکاۃ،باب:وجوب الزکاۃ،ح:۱۴۰۰،۱۰۵\ ۲

[4] فقہ ابو بکر صدیق،ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی،مترجم:مولانا عبد القیوم، ،ادارہ معارف اسلامی،منصورہ لاہور، ص:۸۱

[5] ایضا،ص:۸۲

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

مال زکوٰۃ کا مصارف تک پہنچنے سے پہلے جب تک بیت المال یا حکومت کے زیر نگرانی بیت المال میں رہے گا اسکو بڑھانے کا انتظام سیدنا ابوبکرؓ کے دور خلافت میں ہوا۔حضرت ابوبکر صدیقؓ صدقات کے اونٹوں کو مقام زبدہ اور اسکے اردگرد کے علاقوں میں بھیج دیتے جب یہ اونٹ ذرا دبلے ہو جاتے تا کہ وہاں چر پھر کر فربہ ہو جائیں [6]

٦۔مال کی تقسیم میں مساوات:

طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ سیدنا ابو بکرؓاموال زکوٰۃکو لوگوں پر نام بنام تقسیم کرتے،ہر سو انسانوں کو اتنا اتنا پہنچتا ۔ لوگوں کو تقسیم کرنے میں آذاد اور غلام،مرد و عورت ،خورد اور کلاں میں برابری کرتے۔

۷. بیت المال میں صرف ایک درہم:

سیدنا ابوبکرؓ کی وفات ہو گئی اور وہ دفن کر دئیے گئے تو عمر بن خطاب ؓ نے امینوں کو بلایا اور ابوبکرؓکے بیت المال میں لے گئے ،ہمراہ عبد الرحمٰن بن عوفؓ اور عثمان بن عفان ؓ وغیرہ بھی تھے ۔ ان لوگوں نے بیت المال کو کھولا تو اس میں نا کوئی درھم پایا نا دینار ،مال رکھنے کی ایک تھیلی تھی ،کھولی تو اس میں ایک درہم نکلا ان لوگوں نے ابو بکر ؓ کے لِئے دعائے رحمت کی ۔

مدینہ میں رسول اللہ کے زمانے میں ایک اوزان (تولنے والا شخص) تھا ،ابوبکر کے پاس جو مال ہوتا اسے و ہ تولتا تھا۔اس اوزان سے دریافت کیا گیا کہ وہ مال کس مقدار کو پہنچا ؟ جو ابوبکر ؓکے پاس آیا اس نے کہا دو لاکھ درھم۔[7]

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ لوگ کس طرح زکوٰۃ و صدقات ادا کیا کرتے تھے اور سیدنا ابوبکرؓ کس طرح اُسے فوری مستحقین میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ اسے بیت المال میں ہی محفوظ نہیں رکھتے تھے۔

۸. عمّال حکومت کی چوکیوں کا رواج:

عہد رسالت میں اموال تجارت بھی زیاد ہ تر ایسے ہی تھے کہ گھروں یا دکانوں میں محفوظ و مخزون تھے اس لئے اُن کی زکوٰۃ بھی عُمال حکومت کے ذریعہ وصول نہیں کی جاتی تھی،حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں جب اموال تجارت کا نقل و حمل مختلف شہروں اور بازاروں میں ہونے لگا اور و ہ بھی مویشیوں کی طرح اموال ظاہرہ کی مثل ہو گئے تو آپ ؓ نے شہر کے مختلف علاقوں پر عُمال حکومت کی چوکیاں بٹھا دیں جو وہاں سے گزرنے والے مسلمان تاجروں سے زکوٰۃ وصول کریں،اور غیر مسلموں سے ان کے مقررہ ضابطہ کے مطابق ٹیکس وصول کریں۔[8]

۹. زکوٰۃ صرف حکومت کے خزانہ میں داخل کیجیے:

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جناب عمر فاروقؓ کووصیت فرمائی کہ جو شخص مال زکوٰۃ ، عامل حکومت کے سوا کسی غیر کے حوالے کرے،اگر چہ وہ مال پوری دنیا ہی کیوں نہ ہو ، مگر عند اللہ قابل قبول نہیں۔عہد رسالت مآب میں اموال زکوٰۃ رسول اللہ ﷺکی خدمت میں پیش کئے جاتے یا آپ کے مقرر کردہ عمال کے حوالے کئےجاتے۔ اسی طرح خلفائے ثلاثہ (حضرت ابو بکر و عمر و عثمان ؓ) کے زمانہ میں معمول تھا۔ مگر حضرت عثمان کے بعد یہ صورت بدل دی گئی[9]

---

[6] الہندی،علاالدین علی المتقی بن حسام الدین،کنز العمال، موسسۃالرسالۃ ،٦١\٥

[7] محمد بن سعد ،طبقات الکبری ،نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی٢٠١٢ء،٣٥\٢

[8] محمد شفیع ،مفتی ،جواہر الفقہ ،٣\١٨١

[9] شاہ ولی اللہ دیلوی،فقہ عمرؓ،مترجم:نوشہروی،ابویحیی امام خان،علم و عرفان پبلشرز٢٠٠٥ء،ص:١۴٦

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

۱۰۔اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ کی زکوٰۃ:

حضرت ابوبکرصدیق ؓ کے بارے میں موطا امام مالک میں رقم ہے کہ ۔

"فقال القاسم: ان ابا بکر الصدیق لم یکن یاخذ من مال زکاۃ حتی یحول علہ الحول،قال القاسم بن محمد :وکان ابو بکر اذا اعطی الناس اعطیاتھم،یسال الرجل،ھل عندک من مال وجبت علیک فیہ الزکاۃ؟ فان قال :نعم،اخذ من عطائۃ زکاۃ ذالک المال، وان قال:لا،اسلم الیہ عطاءہ،ولم یاخذ منہ شیا"[10]

جب لوگوں کے اموال پرسال گزر جاتا تو آپؓ لوگوں کو بیت المال سے تنخواہ یا وظائف تقسیم کرتے وقت ہر شخص سے پوچھتے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا مال ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو؟اگر کوئی اثبات میں جواب دیتا تو آپؓ اس کی تنخواہ یا وظیفہ سے اُس مال کی زکوٰۃ لے لیتے اور اگر وہ نفی میں جواب دیتا تو آپؓ اسےپوری تنخواہ دیتے اور اس سے کچھ نا لیتے۔

***حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں نظام زکوٰۃ:**

زکوٰۃبھی ایک اسلامی حکومت کی آمدنی کی بہت بڑی مد ہے۔ زکوٰۃ مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور یہ بھیڑ ،بکری،اونٹ،مال پر زکوٰۃ فرض ہیں۔ جس کے بارے میں تمام احکام سرکار دوعالم ﷺنے مرتب فرما دئیے ۔ اگر کوئی شخص قوت کے بل بوتے پر زکوٰۃ دینے سے انکار کرے تو کیا اس سے قتال کیا جائے گا۔ حضرت عمر ؓکی تمنا تھی کہ کاش انہوں نے اس باب میں رسول اللہ سے اس بارے میں دریافت کر لیا ہوتا کہ جو شخص صدقہ دینے سے انکار کرے اسکے باوجود کہ میں اسے صحیح مصرف میں استعمال کر رہا ہوں تو کیا میں اس سے جہاد کروں؟ تو میرے لئے یہ معلوم کر لینا سرخ اونٹوں کے پانے سے بھی بہتر ہوتا۔[11]

۱۔گھوڑوں پر زکوٰۃ:

بنی ﷺکے دور میں گھوڑوں پر زکوٰۃ وصول نہیں کی جا تی تھی لیکن عمرؓ کے دور میں گھوڑوں پر بھی زکوٰۃ وصول کی گئی۔ روایت ہے کہ:مالکؒ اور امام شافعی ؒ ،سلمان ابن یسار سے کہ اہل شام نے ابوعبید ہ بن جراح سے کہا کہ ہمارے گھوڑوں میں سے صدقہ لے لیجئے تو انہوں نے انکار کر دیا ،پھر ابو عبیدہؓ نے عمر بن خطابؓ کو لکھا تو عمر ؓ نے بھی انکار کر دیا پھر لوگوں نے ان سے وہی گفتگو کی تو عمر ؓ نے لکھا کہ یہ لوگ اسکی خواہش رکھتے ہیں، تو اسکو انکے لوگوں سے لے لو اور اسکو ان پر لوٹا دو اور انکے لونڈی غلاموں کو دے دو ﴿کہ وہ ان سے منتع ہوں﴾ مالکؒ کے قول کہ"اسکو ان پر لوٹا دو"کا یہ مطلب ہے کہ ان کے فقراء پر لوٹا دو[12]۔

۲۔عمدہ مال زکوٰۃ میں لینے سےگریز کی تلقین:

قال: وحدثني يحيى بن سعيد عن محمد بن يحيى عن القاسم بن محمد : ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ مرت بہ غنم الصدقة فيها شأة ذات ضرع عظيم فقال عمر:

---

[10] ابو عبید قاسم،کتاب الاموال،ادارہ تحقیقات اسلامی ،اسلام آباد،۵۰۴\۲

[11] الرزاق ،ابی بکر،المصنف ،دارالتاصید،۱۳۳\۴

[12] شاہ،ولی اللہ ، ازالتہ الخلفا عن خلافتہ الخلفاء ، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ۱۳۶۶\۱

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

ماهذه قالوا : من غنم الصدقة ، فقال عمر : ما اعطى هذه اهلها وهم طائعون ، فلاتخصبوا الناس ولا تأخذ واحزرات الناس . يعني بحزرات خيار اموال الناس[13]

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ :(ایک دفعہ) بہت بڑے تھن والی تھی ، آپ نے دریافت فرمایا: یہ کسی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا : یہ صدقہ کی بکریوں میں سے ایکیہ بھی ہے، اس پر (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اس کے مالک نے اسے راضی خوشی نہ دیا ہوگا تم لوگ عوام کی کوئی چیز زبردستی نہ لیا کرو، اور (صدقہ میں) ان کے حزرات کو نہ لیا کرو، حزرات سے آپ کی مراد لوگوں کے بہترین اموال تھی۔

۳۔بیت المال کا حساب:

ابو بکر عبد الرحمٰن بن عبد القاری ،یہ عمرؓکے زمانہ میں ایک بیت المال پر متعین تھے معمول یہ تھا کہ جب عطاء کا حساب ہوتا تو عمر ؓتجار کے اموال کو جمع کرتے پھر حساب کرتے انکے جلد حاصل ہونے والے ﴿قرض﴾ کا اور دیر سے حاصل ہونے والے کا، حاضر اور غائب مال سے زکوٰۃ لیتے ۔

۴۔عشر و زکوٰۃ کی وصولی:

عشری زمین:اس زمین کو کہتےتھے۔ جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہوتی تھی،اس قسم کی تمام زمینیں عشری کہلاتی تھی۔ ان زمینوں پر بجائے خراج کے زکوٰۃ ﴿عشر﴾ مقرر تھی،جسکی مقدار اصل پیداوار کا دسواں حصہ ہوتی تھی ۔ یہ مقدار حضرت محمدﷺ نے مقرر فرمائی تھی اس میں ردو بدل نہیں ہو سکتا تھا لہذا سیدنا عمرؓ نے بھی اسکو قائم رکھا،آپ ؓ نے صرف یہ کہا کہ عراق و ایران کی جو زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں وہ ذمیوں کے قدیم کنووں ،نہروں سے سیراب ہوتی تھیں تو ان پر خراج مقرر کر دیا اور اگر خود مسلمان نئی نہر یا کنواں کھود کر اسکو سیراب کرے تو ان سے عشر لیا جاتا تھا۔خراجی زمین سے خراج سال میں ایک دفعہ لیا جاتا جبکہ عشر سال میں ہر فصل کا الگ الگ وصول کیا جاتا تھا[14]۔

۵۔قحط سالی کے باعث زکوٰۃ کی وصولی ملتوی کرنا:

حضرت عمر فاروق ؓنے قحط سالی کے وقت سو بکریوں کے ریوڑ کے مالک کو بھی زکوٰۃ وصولکرنے کی اجازت دی اسکے ساتھ ساتھ انہوں نے اس سے بھی بڑھ کر یہ کیا کہ قحط سالی میں لوگوں سے زکوٰۃ وصولی کو موخر کر کے اگلے سال پر ملتوی کر دیا،اور جب تک بارش سے سیرابی و سرسبزی نہ ہوئی انہوں نے زکوٰۃ وصول نا کی۔[15]

٦۔زکوٰۃ میں مالکوں کی روزی پر ہاتھ نہ ڈالنے کی تلقین:

بروایت امام مالک وامام شافعی۔ امیر المومنین نے صدقہ میں وصول شدہ بحریوں کے ریوڑ میں ایک بکری دیکھی جو فربہ اور تھنوں سے دودھ بہنے پر مائل ہے۔جب معلوم ہوا کہ یہ مال زکوٰۃ میں آئی ہے تو فرمایا : مالکوں نے اپنی خوشی سے تو اسے دیانہ ہو گا۔ اے لوگوں مسلمانوں کو مصیبت میں نہ ڈالو ، جو مویشی انہوں نے اپنی روزی کےلئے پال رکھے ہیں ، انہیں زکوٰۃ میں مت لو۔[16]

---

[13] موطا امام مالک،۹۱۵

[14] اظہر محمود ؒ،حافظ پروفیسر ایم۔اے،عمر فاروق ، مکی دار الکتب ۳۷،مزنگ روڈ بک سٹریٹ لاہور ۲۰۱۰ ء ص:۳۸۲

[15] قاسم ،ابو عبید،کتاب الاموال،ص:۳۳۱

[16] شاہ ولی اللہ،فقہ عمرؓ،ص:۱۴۵

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

۷۔عمرؓ کے عہد خلافت کا بیت المال :

بعض مراجع سے معلوم ہوتا کہ یہ سب سے پہلے حضرت عمر بن خطابؓ نے بیت المال قائم کیا،ابن الاکثیر نے اسکا ذکر کیا ہے۔[17]

۸۔صدقات میں اہل کتاب کا استحقاق:

امیر المومنین نے آیت "انما الصدقات للفقرا ء" کی تفسیر میں فرمایا کہ اس کے مصداق وہ اہل کتاب بھی ہیں ،جو کمانے سے معزور ہو گئے ہوں۔[18]حضرت عمر اپنی خلافت کے زمانہ میں زکوٰۃ کی آمدنی سے یہودیوں کی بھی مدد فرماتے تھے چنانچہ دور فاروقیؓ کے زمانے کی ایک معتبر شہادت موجود ہے کہ جس کی اصل دستاویز بھی آج تک محفوظ ہے،ایک عیسائی اپنے بعض ہم مذہبوں کو جو دوسرے شہر کے تھے یہ خوش خبری پہنچاتا ہے کہ آج کل ایک نئی قوم ہماری حاکم بن گئ ہے ،لیکن وہ ہم پر ظلم نہیں کرتی،اس کے برخلاف وہ ہمارے گرجاوں اور ہمارے راہب خانوں کی مالی مدد کرتی ہے۔[19]

۹۔زکوۃ جن سے وصول کی اسی علاقے میں تقسیم کی وصیت:

امام ابو یوسفؒ کتاب الخراج میں رقمطراز ہے کہ سیدنا عمرؓنے اہل دیہات کے بارے میں وصیت کی کہ

> **لواوصیه بالاعراب فأنهم اصل العرب ومادة الاسلام ان یأخذ من حواشی اموالهم فیردعلی فقرائهم**[20]
>
> اور اہل دیہات کے بارے میں،میں اسے یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان کے فالتوں اموال کا ایک حصہ لے کر انہی کے فقراء پر تقسیم کر دیا کرے، کیونکہ یہی لوگ عرب کی جان اور اسلام کی اصل آبادی ہیں۔

۱۰۔نقدی کے بجائے اس کے عوض سامان بھی قبول فرما لینا:

امیر المومنین سرکاری صدقات میں صرف نقدی کی بجائے اسکی قیمت کا سامان بھی قبول فرما لیتے ۔یعنی چاندی کی زکوٰۃ پر چاندی اور اسی طرح دیگر اشیاء میں سے سامان ۔اسی طرح ایک اور روایت کے مطابق خود بھی سامان زکوٰۃ میں دے دیتے ،اس نصاب کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے معین فرمایا ہے[21]

۱۱۔عطایا میں زکوٰۃ واجب نہیں:

حضرت عمرؓبیت المال میں سے جن لوگوں کو زکوٰۃ دیتے ،ان سےہر وقت صدقہ وصول نہ فرماتے۔

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:۔

۱لف)جن لوگوں کو یہ صدقات دیئے جاتے ہیں،ان کی ملک میں ایک سال تک رہنے کے بغیر زکوٰۃ واجب ہی نہ تھی۔

---

[17] دار الطباعتہ المنیریہ؛ مقدمہ ابن خلدون :باب دیوان الاعمال والجنایات ،طبع القاہرہ، ص:۲۴۳

[18] شاہ ولی اللہ،فقہ عمرؓ،ص:۱۴۷

[19] حمید اللہ،ڈاکٹر،خطبات بہاولپور ، ،ادارہ تحقیقات اسلامی،اسلام آباد ،پاکستان۲۰۰۵ء، ص:۳۷۲

[20] امام ابو یوسف،کتاب الخراج،مترجم:اکاڑوی،مولانا ریاض احمد،مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۲۰۱۸ء،ص:۵۱

[21] شاہ ولی اللہ،فقہ عمرؓ،ص:۱۴۷

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

ب) جن لوگوں کو پہلے سال صدقہ دیا گیا ہے،تو سال تمام پر جس قدر مال ان کے قبضے میں باقی رہے،اگر وہ حد نصاب تک ہے تو ان سےزکوٰۃ لی جاتی ،اگرچہ ان لوگوں کوپہلے سال صدقہ میں سے یہ مال دیا گیا تھا۔[22]

۱۲۔ پوشیدہ اموال کی تفتیش نہ کرنے کی تلقین:

زیاد بن جدیر (وصول کنندہ عشر) فرماتے ہیں،حضرت عمرؓ نے مجھے بحسب احوال حکم دیا کہ کسی کے اموال میں بے جا تفتیش نہ کرو[23]۔

۱۳۔اموال ظاہرہ و اموال باطنہ کی زکوٰۃ:

حضرت عمرؓ کا معمول یہ تھا کہ

"**جمع عمر اموال التجارۃ فحسب عاجلها واجلها،ثم یاخذ الزکاۃ من الشاھد والغائب**"[24]

جب سالانہ تنخواہوں کی تقسیم کا وقت آتا تو حضرت عمر ؓتمام اموالِ تجارت کو جمع فرما کر ان کے نقد اور ادھار کا حساب کرتے اور پھر موجود دونوں طرح کے اموال سے زکوٰۃ وصول فرماتے تھے۔

* **حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں نظام زکوٰۃ:**

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ستائیس ہجری اسلامی فوجیں ایک طرف یورپ، اندلس اور افرنجہ میں پہنچ گئی تھیں تو دوسری طرف 27 ہجری میں مسلمانوں کی فوج جیجون کو عبور کرکے ماوراء النہر تک پہنچ گئی یعنی چین کی سرحد تک گویا اسلامی حکومت رسول ﷺ کی وفات کے صرف ۱۵ سال بعد تین براعظموں یورپ، افریقہ اور ایشیا میں پھیل جاتی ہے اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم تھی آبادی کی اکثریت غیر مسلم تھی فتوحات نہیں ہوئی تھی توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ سب لوگ راتوں رات مسلمان ہوجائیں گے ۔

*ڈاکٹر حمیداللہ صاحب اس بارے میں لکھتے ہیں کہ ان حالات میں یہ میرا اندازہ ہے کہ اگر اس زمانے میں زکوٰۃ کی وصولی کے لئے ہر مسلمان کے مکان پر کارندے جاتے،ان سے انکا حساب مانگتے کہ تمہیں کتنی آمدنی ہوئی؟کتنا خرچ ہوا؟ کتنی رقم سال بھر باقی رہی اس طرح تو تین براعظموں میں اس کام کے لیےکثیر عملے کی ہوتی ضرورت ہوتی۔ اس طرح وہ مصارف زیادہ ہوتے اور آمدنی کم ہوتی۔ ان حالات میں حضرت عثمانؓ کے وزیر مالیہ(فینانس)نے مشورہ دیا ہوگا کہ اس رقم کو مسلمانوں پر ہی چھوڑ دیا جائے انہیں معلوم ہے کہ زکوۃ دینا اللہ کا فرض کیا ہوا امر ہے اس لئے ان لوگوں کے ضمیر پر چھوڑ دیجئے ان سے کہہ دیا جائے کہ وہ ہر سال زکوٰۃ کی رقم خود ہی قرآنی احکام کے مطابق تقسیم کر لیا کریں ،بہرحال ان حالات میں حضرت عثمانؓ کے زمانے میں یہ طے کیا گیا کہ زراعت کی زکوٰۃ، معدنیات کی زکوٰۃ اور فلاں فلاں چیزوں کی زکوٰۃ تو بددستور حکومت ہی لے گی گئی لیکن نقد رقم کی زکوۃ سونا اور چاندی،درھم و دینار اس کو مسلمان اپنی ذاتی صوابدید پر اپنے ضمیر کے فیصلے کے مطابق ہر سال تقسیم کر دیا کریں ۔[25]

۱۔ بیت الما ل کی حفاظت و نگرانی:

[22] ایضا ،ص:۱۴۷

[23] شاہ ولی اللہ فقہ عمر،ص:۱۴۸

[24] ابن ابی شیعبہ،ابوبکر عبداللہ بن محمد،المصنف،باب ماقالو فی العطاء اذا اخذ،ح:۱۰۴۶۶

[25] حمید اللہ،ڈاکٹر،خطبات بہاولپور،ص:۳۳۴

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

حضرت عثمانؓ بیت المال میں موجود مال کی حفاظت ا س طرح کیا کرتے تھے کہ مال کا حساب رکھتے تھے کہ خیانت کرنے والوں کو دوسرا موقع نہیں دیا کرتے تھے ایک دفعہ:سعد بن ابی وقاصؓ نے بیت المال سے ایک لمبی رقم قرض لی تھی، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیت المال نے تقاضا کیا تو سعد بن وقاصؓ نے ناداری کا عذر کیا اور یہ قضیہ دربار خلافت تک پہنچا۔ بیت المال میں اس رقم کا تصرف دیانت کے خلاف تھا اس لیے حضرت عثمانؓ نے حضرت سعد بن وقاصؓ پر نہایت برہم ہوئے اور ان کو معزول کرکے ولید بن عقبہؓ کو والی کوفہ مقرر کیا۔ عبداللہ بن مسعود پر بھی خفگی ظاہر کی لیکن چونکہ ان کی غلطی صرف بے احتیاطی تھی اس لیے انکو انکے عہدہ سے نہیں ہٹایا۔[26]

۲۔بیت المال کے مصارفین میں اضافہ:

جدید فتوحات کے باعث جب ملکی محاصل میں غیر معمولی ترقی ہوئی، تو بیت المال کے مصارف میں بھی اضافہ ہوا چنانچہ اہل وظائف کے وظیفوں میں ایک ایک سو درہم کا اضافہ ہوا۔ حضرت عمرؓ رمضان میں امہات المومنینؓ کو دو درہم اور عوام کو ایک ایک درہم روزانہ بیت المال سے دلاتے تھے۔حضرت عثمانؓ نے اس کے علاوہ لوگوں کاکھانابھی مقرر کر دیا۔[27]

۳۔گھوڑوں کی زکوٰۃ:

حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں لیا کرتے تھے اور اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں حضرت عمرؓکا بھی یہی معمول تھا لیکن بعد میں ایسا ہوا کہ شام کے متقی لوگوں کی ایک جماعت نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے یہ درخواست کی کہ ہمارے گھوڑوں اور غلاموں کی بھی زکوٰۃ لیا کریں۔بعد میں جب زمام خلافت خود حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں آئی تو انہوں نے نہ تو کسی کو گھوڑوں کی زکوٰۃ پر ادائیگی کا حکم دیا اور نا کسی کو اس سے باز رہنے کا حکم دیا ، جو شخص بھی اپنے گھوڑوں کی زکوٰۃ ادا کرتا تھا اسے اسکے گھوڑوں کی خوراک کے لئے اسی مقدار میں غلہ دینے کا اہتمام کیا کرتے تھے جو سیدنا عمرؓ کے دور میں مقرر تھی۔[28]

۴۔ زکوٰۃ کی وصولی:

زکوٰۃ کی وصولی بنیادی طور پر حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس کا طریق کار یہ ہے کہ اموال باطنہ ،یعنی نقد رقوم پر صاحب مال خود زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔جب کہ اموال ظاہرہ،یعنی مویشیوں اور غلہ پر حکومت خود حساب لگا کر زکوٰۃ وصول کرتی ہے۔

*چنانچہ امام کاسانی بدائع الصنائع میں کہتے ہیں:

> زکوۃ کی وصولی بنیادی طور پر سلطان کا حق ہے چنانچہ نبی کریمﷺاور پہلے تین خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر ؓ، اور حضرت عثمانؓ اپنے ابتدائی سالوں میں زکوٰۃ کی وصولی کا اہتمام سرکاری طور پر کرتے تھے لیکن بعد میں جب حضرت عثمانؓ کے زمانے میں لوگوں کے مال و دولت کی کثرت ہوگی تو انہیں اندازہ ہوا کہ سرکاری طور پر زکوٰۃ کی وصولی کا اہتمام کرنے سے لوگوں کے لیے مشکلات پیدا ہوتی ہے۔ لہذا انہوں نے زکوٰۃ کی ادائیگی کی ذمہ داری خود متعلقہ لوگوں پر عائد کر دینا

26 سیر الصحابہ ،ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور پاکستان ،۱ \ ۱۸۷
27 ایضا،ص:۲۲۷
28 قاسم،ابو عبید،کتاب الاموال،۲\۳۶۵

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

زیادہ قرین مصلحت سمجھا،یوں گویا زکوٰۃ کی فراہمی کے معاملہ میں وہ لوگ خلیفہ کے وکیل یا نائب قرار پائے۔[29]

*حضرت عائشہ بنت قدامہ بنت مظعون روایت کرتی ہیں کہ میرے والد بیان کرتے ہیں کہ میں جب بھی حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بیت المال میں سے اپنا حصہ وصول کرنے حاضر ہوتا تو وہ ہمیشہ مجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا مال موجود ہے جس پر زکوٰۃفرض ہے؟ اگر ان کے اس سوال کا جواب اثبات میں دیتا تو وہ میرے حصے میں سے زکوۃ کی رقم وضع کر دیتے اور اگر میرا جواب نفی میں ہوتا تو وہ میرا پورا حصہ مجھے ادا کر دیتے۔[30]

۵۔مال زکوٰۃ سے استفادہ کرنے کا حکم:

خلیفہ المسلمین زکوٰۃ کا جو مال وصول کرتا ہے،وہ ضرورت مند لوگوں مثلاً فقراء ،مساکین اور مسافر وغیرہ کا حق ہے،لہذا خلیفہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ محتاج اور بے سہارا لوگوں کو اس مال سے ضرورت مند لوگوں کو زکوٰۃ کے اونٹوں پر سواری کرنے کی اجازت دے رکھی تھی حضرت عبدالرحمن بن عمر بن سہیل راوی ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو مکہ مکرمہ میں جاتے ہوئے دیکھا ان کے ہمراہ زکوٰۃ کے اونٹنی تھے، جس پر انہوں نے لوگوں کو بٹھا رکھا تھا۔

***حضرت علیؓ کے عہد میں نظام زکوٰۃ:**

علیؓ بن ابی طالب ، حضرت محمدﷺ کے چچا ذاد اور دامادتھے،حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد چوتھے خلیفہ راشد منتخب ہوئے۔ اور ۳۵ھ سے ۴۰ھ تقریبا ۵ سال تککا عہد خلافت ہے۔

۱۔ زکوٰۃ کی وصولی:

نبی اکرم ﷺاور خلفائے راشدین میں حضرت علیؓکے دور میں بھی زکوٰۃ کیوصولی کا یہ طریقہ کچھ اس طرح رہا کہ جن اموال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔اموال ظاہرہ (جنکی زکوٰۃ حکومت وصول کرے گی) یہ مویشی فصلیں اور دفینے ہیں۔ ان کی زکوٰۃ حکومت وصول کرے گی۔ امام المسلمین کی طرف سے ایسے کارندے بھیجے جائیں گے جو ان مویشیوں کی گنتی کرکے ان کی زکوٰۃ وصول کریں گے اسی طرح فصلوں کا تخمینہ لگا کر انکی زکوٰۃ وصول کی جائے گی ۔دفینوں کے متعلق بھی یہی حکم ہے کہ کارندہ اندازہ لگا کر زکوٰۃ وصول کر لےگا۔حضور اکرم نے حضرت علیؓ کو یمن میں ایک دفینہ کی زکوٰۃیعنی پانچواں حصہ وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا ۔[31]

۲۔اموال باطنہ

یہ نقود یعنی سونا چاندی ہیں اور بعد میں ان میں سامان تجارت کو بھی داخل کر دیا گیا۔

مال پر وجوب زکوٰۃ کی شرطیں:

سیدنا علیؓ مال پر وجوب زکوٰۃ کے لیئے درج ذیل شرطیں عائد کرتے تھےان سب کو مختصراً بیان کیا جائے گا:

الف۔مال نصاب کی حد کو پہنچ چکا ہو:

[29] قاسم،ابوعبید،کتاب الاموال،۲\۳۱۲

[30] قلعہ جی ،ڈاکٹر محمد رواس ،فقہ حضرت عثمانؓ ،ادارہ معارف اسلامی،منصورہ لاہور۱۹۹۳ء،ص:۲۳۰

[31] الرزاق،ابی بکر،المصنف ، ۳ \۱۱۲

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

ب۔مال ایسے قرض سے خالی ہو کہ اگر قرض کی رقم اس سے منہا کر دی جائے تو مال نصاب سے کم رہ جائے ۔

حضرت علی کا قول ہے کہ :"اگر تم نے کسی کو آدھار پیسے دیئے ہیں اور دوسری طرف تم پر قرض بھی ہے،تو اپنے ذمے جو قرض ہے اسکی رقم منہا کر کے باقی ماندہ مال کی زکوٰۃ نکالو اور جو رقم تم نے دوسرے کو قرض دی ہے اسکی بھی زکوٰۃ نکالو۔[32]

ج۔مال میں نمو یعنی بڑھنے کی استعداد ہو:

اگر مال ایسا نا ہو یعنی نامی نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے ۔اسی طرح مویشی اگر انہیں بڑھانے کے لیے پالا گیا تو ان پر زکوٰۃ ہیں اسے برعکس اگر اپنی ضرورت کے لیے پالا گیا ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں ۔حضرت علیؓ نے فرمایا:"ایسی گائیں اور بیل جن سے کام لیا جاتا ہو ان پر زکوٰۃ نہیں "اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ:بوجھ ڈھونے اور کام کرنے والے اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں"۔[33]

د۔سال کا گزرنا:

حضرت علیؓ کا قول ہے :کسی مال پر کوئی زکوٰۃ نہیں جب تک کہ اس پر سال نہ گزر جائے" آپؓ سے یہ روایت بھی ملتی ہے کہ:"جس شخص کا مال ہاتھ آیا ہو اس پر زکوٰۃ نہیں جب تک کہ سال نہ گزر جائے"

۳۔قرض کی زکوٰۃ:

قرض کی زکوٰۃ کون ادا کرے گا، حضرت علیؓ کے نزدیک اور اس کی زکوۃ قرض دینے والا جو صاحب مال ہے ادا کرے گا اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں[34]۔

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ :

اگر تمہارا کسی پر قرض ہے اور تم پر کسی کا قرض ہے تو اس کا اپنے اوپر قرض سے حساب کرو, اگر تمہارے پاس تم پر عائد شدہ قرض سے زاہد رقم ہو تو اس کی زکوۃ ادا کرو ،نیز اپنے دئے ہوئے قرض کی زکوٰۃ ادا کرو اور اگر اس کی زکوۃ میں وصولی تک تاخیر کرنا چاہو تو تمہیں اس کی اجازت ہے[35]

۴۔سونے کی زکوۃ:

حضرت علیؓ نے فرمایا ۲۰ سے کم دینار پر کوئی زکوٰۃ نہیں بیس دینار پر نصف دینار زکوٰۃ ہے، اور چالیسیا اس سے زائد پر زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی گی[36]

۵۔چاندی کا نصاب:

حضرت علیؓ نے فرمایا:دو سو درہم سے کم پر زکوٰۃ نہیں"[37]

٦۔مویشیوں کی زکوٰۃ:

---

32 النوری،قاسم بن محمد ، الروض النضیر،دارالبشاکر الاسلامیہ،٦٠٠، ٢\

33 ابو عبیدقاسم،کتاب الاموال ، ٢\٣٨٠

34 انصاری ،ابی یوسف یعقوب بن ابراھیم،اختلاف ابی حنیفہ وابن ابی لیلی، لجنۃاحیاءالمعارف النعمانیۃ ،١٣٥٧ھ،ص:١٢٣

35 زید بن علی،امام،مسندالامام زید ،مترجم:ابوا لعلاءمححی الدین جہانگیر،شبیربرادرز،اردو بازار لاہور٢\٦٠٠

36 الہندی،علاوالدین علی المتقی بن حسام،کنزالعمال،ح:١٦٩١٢، ٥\٥٩٥

37 ابن ابی شیبہ، المصنف،١\١٣١

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

چھوٹے بڑے مویشیوں کا ایک ساتھ حساب لگواتے تھے۔حضرت علیؓ کم عمر مویشیوں کو بڑی عمر کے مویشیوں کے ساتھ گنا کرتے تھے ۔[38]لیکن فقراء کی مصلحت کے پیش نظر میں چھوٹی عمر کے مویشی قبول نہیں کرتے تھے۔دو نصابوں کے درمیان (یعنی ایک نصاب سے زائد اور دوسرے سے کم) پائے جانے والے مویشیوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں ۔حضرت علیؓ نے فرمایا:نیف یعنی ایک نصاب سے بڑھ جانے والے جانوروں پر بشرطیکہ وہ اگلے نصاب سے کم ہوں،کوئی زکوٰۃ نہیں[39]

٦۔گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ:

حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کی طرف سے گھوڑوں پر زکوٰۃ لگانے کے اقدام کو درست نہیں سمجھتے تھے ۔آپ کا خیال تھا یہ اللہ کے رسول نے مقرر نہیں کیا اور جس فریضے کی یہ حیثیت ہو اسے شریعت بنا لینا قطعاً جائز نہیں۔پھر ہم نے یہ دیکھا کہ حضرت علیؓ نے گھوڑوں اور غلاموں کی طرف سے کچھ وصول کرنے پر اس شرط کے ساتھ اتفاق کیا کہ یہاں مستقل ٹیکس نہ بن جائے ،یہی وجہ تھی کہ حکومت کی باگ دوڑ ہاتھ میں آتے ہیں حضرت علیؓ نے گھوڑوں اور غلاموں دونوں سے اس ٹیکس کو لازمی فرض کے طور پر ختم کر دیا۔ اور فرمایا میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ معاف کر دی ہے[40]

اس طریقے سے آپ نے ایک یہ لازمی فرض کے طور پر ختم کر دیایا باقی رہا کار خیریا تبرع تو نیکیوں میں بلندی تک پہنچنے کا دروازہ ہر ایک کے لیے کھلا ہے۔

١٠۔زکوٰۃ کو صرف ایک مصرف میں خرچ کر دینا:

حضرت علیؓ کی رائے یہ تھی کہ زکوٰۃ کو ان آٹھ مصارف میں خرچ کرنا ضروری نہیں ہے ۔آپ یہ جائز سمجھتے تھے کہ ایک شخص اپنی زکوٰۃان میں سے کسی ایک مصرف میں خرچ کردے۔ آپ کا قول ہے: "اس میں کوئی حرج نہیں کہ انسان اپنی زکوٰۃ ان میں سے کسی ایک ہی صنف میں خرچ کر دے[41] "

*اس بات کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ آپ نے رکاز کا خمس اس کے مالک کو دیتے ہوئے فرمایا:"کیا تمہارے پڑوسیوں میں فقراء و مساکین ہیں ؟اس شخص نے اثبات میں جواب دیا ،اس پر آپ نے فرمایا:"اسے لے جا کر ان میں تقسیم کر دو"[42]

١١۔فقراء کا حصہ:

آپؓ کا قول ہے:"جس شخص کے پاس پچاس درہم ہوں اسے زکوٰۃ لینا حلال نہیں اور نہ ہی ایسے شخص کا کسی کا زکوٰۃ دینا درست ہے[43]

١٢۔گردنیں چھڑانے کے لئے زکوٰۃ میں حصہ:

اس حصے سے غلاموں کو آزاد نہیں کرایا جائے گا۔ حضرت علیؓ کا قول ہے

38 النووی ،ابو زکریا یحیی بن شرف مکتبہ الارشاد المجموع شرح المھذب، ٥، ٣٣٥\
39 الہندی،علاالدین المتقی ،کنزالعمال،ح: ١٦٩٢٩، ٥٩٦\٥
40 اندلسی،امام ابن حزم،المحلٰی،دارالدعوۃ السلفیہ،لاہور ٥ \٢٢٨ ٦
41 ابوبکر بیہقی،سنن بیہقی ،٢٨\٦
42 ابن قدامہ،عبداللہ بن محمد،المغنی، ٢ \٢١
43 زید بن علی، مسندامام زید،٢\٦٠٦

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

"زکوۃ کے مال سے غلام آزاد نہیں کرائے جائیں گے[44]

بلکہ اس رقم کو مکاتبین (ایسے غلام جن کے آقاؤں نے ایک مخصوص رقم کی ادائیگی پر انہیں آزاد کرنے کا معاہدہ کیا ہو) پر صرف کیا جائے گا، تاکہ وہ بدل کتابت کی ادائیگی میں اسے استعمال کر سکیں۔[45]

۱۳۔صدقات کے کام پر مامور افراد کا حصہ:

شریک بن نملہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہے کہ:

> " مجھے حضرت علیؓ نے صدقات جمع کرنے کے کام پر مامور کر کے بھیجا، میرے ساتھ میرا بھائی بھی چلاگیا،میں نے صدقات جمع کر لئے میں نے اس میں سے ایک اونٹ اپنے بھائی کو دے دیا اور اس سے کہہ دیا کہ اگر علیؓ اس کی اجازت دے دیں گے تو ٹھیک ہے ورنہ یہ اونٹ میرے مال میں سے ہوگا، یعنی پھر میں اسکی قیمت ادا کر دوں گا۔ جب میں حضرت علیؓ کے پاس واپس آیا اور سارا ماجرا بیان کیا تو آپؓ اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ ان صدقات میں تمہارا حصہ بھی تو ہے"[46]

شریک بن نملہ کا صدقات میں اس لئے حصہ تھا کہ وہ صدقات کو جمع کرنے کے کام پر مامور کیے گئے تھے تھے۔

نتیجہ / خاتمہ

اس تحقیقی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عہدِ صدیقیؓ میں نظامِ زکوٰۃ اسلامی ریاست کے استحکام کا بنیادی ستون تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زکوٰۃ کے نفاذ میں کسی قسم کی مداہنت اختیار نہ کی اور اس کی ادائیگی سے انکار کرنے والوں کے خلاف فیصلہ کن اقدامات کیے۔ ان کا یہ طرزِ عمل شریعتِ اسلامی کی صحیح تعبیر اور ریاستی وحدت کے تحفظ کا مظہر تھا۔نظامِ زکوٰۃ کے مؤثر نفاذ سے نہ صرف ارتدادی فتنوں کا سدِ باب ہوا بلکہ معاشی انصاف، سماجی کفالت اور ریاستی نظم و ضبط کو بھی فروغ ملا۔ یہ مطالعہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ زکوٰۃ ایک جامع ریاستی نظام ہے جو اسلامی معاشرے کو مضبوط اور مستحکم بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے، اور عہدِ صدیقیؓ اس کی عملی اور تاریخی مثال ہے۔

---

[44] ایضا ، ص:۲۶۶

[45] النووی ،ابو زکریا یحیی بن شرف ،المجموع، ۲\۲۱۱

[46] ابن ابی شیبہ،المصنف ، ۱۳۹\۱